رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

(۱) عوام سے ...

(۲) خواص سے ...

(۳) ہندوستان سے باہر ...

(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ...

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم

تاریخہائے اشاعت ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸
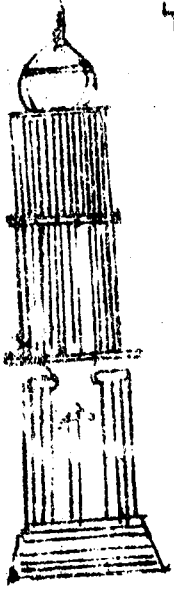
الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ جہاد در قادیان مینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۵ — قادیان دار الامان ۱۴ جولائی ۱۹۰۹ء مطابق ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۷ ہجری المقدس — جلد ۱۳

ترجمۃ القرآن

اے بےخبر بخدمت قرآں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو انسان پر سمجھانے کیلئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا ہے اور یہ التزام کیا گیا ہے۔ کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے۔ متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جن سے قرآن شریف کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا ہے۔ حقائق و معارف قرآنی کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزا اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹوں میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اس وقت تک تین پارے شائع ہو چکے ہیں۔

قیمت ہر سہ تین روپیہ

تفسیر سورہ بقرہ مکمل تین روپیہ چار آنے

تصوف کا خزانہ معرفت اور حقائق کا گنجینہ

(مکتوبات احمدیہ جلد اول)

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھبیس سالہ پیشتر کے عجیب و غریب مکتوبات کا مجموعہ جو نہایت محنت اور کوشش سے جمع کرکے چھاپے گئے ہیں۔ یہ مکتوبات بڑے بڑے عظیم الشان مسائل تصوف کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرت کے آئینہ ہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی ان کو پڑھے اور گرویدہ نہ ہو جائے۔ یہ مجموعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور موتیوں کے برابر تولنے پر بھی سستا ہے باایں قیمت صرف ۸

دوسری جلد حضرت خلیفۃ المسیح کے مکتوبات طبع ہونگے اور بعد ازاں ... میرے پاس کردہ سامان جمع ہے۔

(تمام درخواستیں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیں)

قرآن کریم اور پالٹکس

لالہ دینا ناتھ سابق ایڈیٹر و مالک اخبار ہندوستان کے نام سے الحکم کے ناظرین واقف نہیں۔ کیونکہ انہیں یاد ہے کہ انکی گرفتاری اور قید کے معاملہ میں ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم میں انکے لیئے گورمنٹ سے رحم کی درخواست کی گئی تھی اب رہا ہونے کے بعد کچھ عرصہ خاموش رہکر انہوں نے لاہور کے آریہ اخبار پرکاش میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک سلسلہ مضامین کا شروع کیا ہے میرا خیال تھا کہ لالہ دینا ناتھ صاحب جیسا کہ وہ عموماً ظاہر کیا کرتے تھے اسلام کے ساتھ عداوت نہیں رکھتے یا کم از کم وہ تلخ ترین عداوت نہیں جو آریہ سماج کو اسلام اور مسلمانوں سے ہے مگر میرا خیال غلط نکلا کیونکہ جبکہ ایک شخص باوجودیکہ وہ اسلام سے واقف نہیں اسلام کے خلاف قلم اٹھاتا ہے تو یہ صرف

مقتضائے طبیعت

ہی سمجھا جائیگا بہتر ہوتا لالہ دینا ناتھ اپنی جولانی طبیعت کے لیئے کوئی اور میدان تلاش کرتے اور اس نازک مضمون پر قلم اٹھانے سے پرہیز کرتے جس میں انہیں ناکام رہنا پڑیگا۔

میں اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق پر بھروسہ کرکے کوشش کرونگا کہ لالہ دینا ناتھ جی کے ان مضامین کا جواب الحکم میں شایع کروں شاید کوئی سعادتمند اس سے فائدہ اٹھائے۔

اس سلسلہ مضامین کے شروع کرنے میں مجھے افسوس ہے کہ سب سے پہلی مرتبہ لالہ دینا ناتھ کے خلاف الحکم میں لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس تحریک سے لالہ دینا ناتھ جی بھی مجھے معذور سمجھیں گے ہاں اگر وہ مجھ کو معذور نہ سمجھیں تو ہاں اگر انہوں نے اپنی پوزیشن کا احساس کر کے اس سلسلہ کو بند کر دیا تو الحکم بھی بند کر دیگا۔

میں اسکو پولیٹیکل بے ایمانی سمجھتا ہوں کہ ایک شخص کسی معاملہ سے واقف نہیں اور وہ اسپر رائے زنی کرتا ہے اور یہ بھی دانشمندی اور دیانت سے بعید ہے کہ جس معاملہ پر رائے زنی کیجاوے اسکے متعلق اس شخص کی رائے اور فیصلہ سے فائدہ نہ اٹھایا جاوے جس سے وہ متعلق ہے اسلیئے اسلام کے پولیٹکس پر لکھنے والوں کا سب سے پہلا فرض تو یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اسلام سے واقف ہوں اور دوسرے یہ امر انکے مد نظر ہونا ضروری ہے کہ جن امور کو ایک مخالف پیش کرتا ہے اسکا جو جواب مسلمانوں نے دیا ہوا ہے اس سے پوری واقفیت ہو اور اس کو کسی حال میں بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

مثلاً اسلام اور پولیٹکس پر لکھنے والوں نے پہلی غلطی مسئلہ جہاد پر کھائی ہے چنانچہ لالہ دینا ناتھ صاحب بھی اس مضمون کو جہاد ہی سے شروع کرتے ہیں مگر انکو اور انکے ہمخیال لوگوں کو بخوبی معلوم ہے کہ جہاد کی حقیقت مسلمانوں کی طرف سے کھول کر بیان کیگئی ہے اور وہ ایک ایسی صداقت ہے کہ اسپر اعتراض ناممکن ہے مگر ہمارے یہ آزاد لیں باوجود ادعائے دیانت و انصاف پھر انہیں بودے اعتراضوں کو لیئے جاتے ہیں جنکے ہزاروں مرتبہ جواب دیئے گئے ہیں

پرکاش صاحب یا خود لالہ دینا ناتھ صاحب بتائیں کہ کیا ست کو گرہن کے لئے ہمیشہ لیار رہنے والوں کے بھی آثار اور نشان ہوا کرتے ہیں۔ اگر ان دو اصولوں کو لالہ دینا ناتھ صاحب مد نظر رکھ لیتے تو غالباً وہ اس نازک مضمون پر قلم نہ اٹھاتے لیکن اب جبکہ وہ پبلک میں نکل آئے ہیں میں ان سے مایوس ہوں کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرلیں میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے اسلام کو سمجھا نہیں کیا اور اسلام اور پولیٹکس کے مضمون پر انہوں نے غور نہیں کیا یہ محض اسلیئے ہے۔ کہ بعض تحریروں میں جو آریہ سماج کو ایک پولیٹیکل باڈی قرار دیا گیا تھا۔ اسکے جواب کیلیئے وہ یہ اصل اختیار کریں۔

ناظرین اس امر کو سنکر غالباً حیران ہونگے۔ کہ اسلام کی غرض و غایت قطعاً پولیٹکس نہیں ہے جو لوگ پولیٹکس سے پیار کرتے ہیں اور اسکو انسانی ضروریات یا انسانی زندگی کی منتہائی منزل سمجھتے ہیں وہ اس لحاظ سے شاید اسلام کو ناقص قرار دیں مگر یہ فیصلہ مادہ پرست اور دنیا کے فرزندوں کا ہوگا جنہوں نے انسان اور اسکی غایت کو سمجھا ہی نہیں اور جنکی نظریں دنیا سے اوپر اٹھ نہیں سکتیں۔

پولیٹکس کی کچھ ہی تعریف کیجاوے اور اسے کسی رنگ اور صورت میں پیش کیا جاوے وہ خود غرضی سے خالی نہیں۔ پولیٹکس کی انتہائی حد نیشنلٹی ہے اور اسلام کی غرض ہیومینٹی ہے جو فرق نیشنلٹی اور ہیومینٹی میں ہے وہی پولیٹکس اور اسلام میں ہے ایسی حالت اور صورت میں اسلام اور پولیٹکس کا جو تعلق ہے۔ وہ ظاہر ہے۔

مسلمانوں میں بڑے بڑے جید عالم اور فلاسفر گذرے ہیں۔ انہوں نے مختلف علوم پر ضخیم کتابیں لکھکر سیر کن اور فیصلہ کن بحثیں کی ہیں مگر پولیٹکس پر اسلام میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور اگر دو چار ہوں بھی جنکا نام ہم صرف انہی بزرگ کے منہ سے سن سکتے ہیں جنہوں نے لاکھوں روپیہ کے صرف سے بڑے سے بڑا کتب خانہ جمع کیا اور کتابوں کی تلاش اور جمع میں اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ صرف کر دیا ہو وہ بھی سیاست مدنی کے ان اصولوں پر ملیں گی جو سوشیالیٹیوں کے قوانین کے متعلق ہیں۔

ایسی حالت اور صورت میں فی الواقع یہ تعجب خیز امر ہے۔ کہ وہ قوم جن سے فلسفہ کے سمندر سے ایسی قیمتی اور نایاب گوہر نکال کر باہر رکھدیئے جو آجتک اسپر کچھ اضافہ نہیں ہو سکا۔

جس نے دوسرے تمام علوم پر دنیا کو بیش قرار خزانہ بخشا جس نے اخلاق تصوف پر بہت کچھ لکھا وہ اس ایک شعبہ علوم میں کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتی باوضعیکہ وہ خود حکمران اور روئے زمین کے سلطنتوں میں سے سب سے بڑی سلطنت بھی ہو مگر یہ تعجب فوراً دور ہو جاتا ہے جب انسان **حقیقت اسلام** پر غور کرتا ہے اسلام انسان کو باخدا انسان بنانا چاہتا ہے اور اسکو اس عالم کے لیئے طیار کرنا چاہتا ہے جو اس دنیا کے بعد آنا ہے وہ دنیا اور اس کے متعلقات کو جس کی انتہا سلطنت ہو سکتی ہے محض ایک عارضی اور ضمنی امر قرار دیتا ہے جو انسان کی ضروریات کا ایک جزو ہے اسلام اسکو مسافر کی حیثیت سے رکھنا چاہتا ہے نہ مقیم کی صورت میں یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے باوجود سلطنت کے اعلیٰ مقام پر پہونچنے کے اور دنیا میں ایک کونسٹیٹیوشنل سلطنت کر کے دکھا دینے کے پولیٹیکس کے فلسفہ پر بحث نہیں کی اسلیئے کہ انہوں نے سلطنت کو اپنا مقصد اصلی قرار نہیں دیا۔

یہ ایک لمبی بحث ہے اور اسکو میں اسی سلسلہ مضامین میں ضرورتاً لکھونگا انشاء اللہ العزیز

لالہ دینا ناتھ صاحب اب اگر دیانت اور انصاف کو ہاتھ سے دینا نہیں چاہتے تو جب تک وہ اسلام کی حقیقت سے آگاہ نہ ہوں اور قرآن مجید کو پڑھ نہ لیں اس مضمون پر قلم نہ اٹھائیں گو میں امید نہیں کرتا کہ وہ میرے مشورہ سے فائدہ اٹھائیں بہر حال یہ سلسلہ مضامین کا ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہو سکے گا اور آریہ سماج کے بہت سے ناسور بن کر یہ نکلیں گے۔

سادہ سنگت

اس نام کی ایک مختصر سی مجلس یہاں قائم ہوئی ہوئی ہے۔ یہ زمانہ انجمنوں اور تفرقہ بازی کا زمانہ ہے سادہ سنگت ایسی مجلس کا ایسے زمانہ میں قائم ہونا کوئی نئی بات نہیں مگر سادہ سنگت کی اہم غرض یہ ہے کہ وہ حقہ کو عملی رنگ میں پیدا کرے اور کونوا مع الصادقین کو نصب العین رکھے انہیں مقاصد کے ماتحت ایک کام تبلیغ الاسلام کا بھی اسکے زیر نظر ہے وہ چاہتی ہے کہ **خالصہ قوم** میں اسلام کی تبلیغ کیجاوے اس غرض کے لیئے ماسٹر محمد یوسف صاحب سکھ نو مسلم نے اپنی زندگی کو آئندہ معروف کرنا چاہا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ (جو بہر حال ہم سب کے سرپرست ہیں) نے خصوصیت سے اس کام میں مدد دینے کا عملی اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ **اظہار الحق** جو سکھ ازم پر ماسٹر محمد یوسف نے لکھی ہے اسکے طبع کیلیئے ایک بڑی رقم حضرت نے صدر انجمن کو عطا فرمائی اور دو سو صفحہ کی کتاب کو بہت ہی کم قیمت پر فروخت کرنیکا حکم دیا اسی طرح پر باوا نانک کی سوانح عمری کے لیئے بھی پورا انتظام آپنے فرمایا ہے یہ کتابیں انجمن سادہ سنگت کی طرف سے لکھی گئی ہیں اور ایک اور رسالہ آریوں کے متعلق لکھا ہے انکے علاوہ آٹھ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ گورمکھی میں کئی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کیئے جاوینگے سادہ سنگت کم از کم چالیس ہزار کی تعداد میں انہیں چھاپنا چاہتی ہے یعنے ہر ایک ٹریکٹ پانچ پانچ ہزار اسکے لیئے روپیہ کی ضرورت ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اور بعض دوستوں کے نام بھیجدینا چاہتے ہیں سادہ سنگت اپنے کام کے دائرہ کو عملی رنگ میں وسیع کرنیکی خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتی ہے جو احباب اسکے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں اور اسکی ضرورت سمجھتے ہوں وہ اپنی امداد سے اسے محروم نہ رکھیں۔

رامپور کا مباحثہ ثناء اللہ کی قلم سے

رامپور کے مباحثہ کے متعلق میں نے پہلی اشاعت میں دو مخالف کی تحریروں کی تنقید شائع کر دی ہے الحدیث کے ۲۰ نومبر میں امرتسری منکر نے اس مضمون کی تنقید کی ہے جو بدر کی ۲۴ - جون کی اشاعت میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا تھا امرتسری منکر اپنی چالاکیوں سے اصل معاملہ کو مشکوک کرنیکی کوشش کرتا ہے مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتا ہم صفائی کیساتھ اس امر کو تسلیم کرنیکو طیار ہیں۔ کہ ہم نے مباحثہ کو بند کر دیا اسکے معنے اگر یہ اور مفہوم ہیں تو امرتسری منکر کو خوش ہونا چاہیئے کہ ہم اسکی تاویل نہیں کرتے مگر دنیا عقلمندوں سے خالی نہیں وہ سمجھ سکتی ہے کہ جس حال میں ہم نہایت دیانتداری کیساتھ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مباحثہ بند کر دیا تو ضرور اسکے لیئے قوی وجوہات ہونگی پس ان وجوہات کی معقولیت میں کوئی کلام نہیں۔

وفات مسیح ایسا مسئلہ نہیں جس پر احمدی قوم مباحثہ نہ کر سکے ہم رامپور میں کسی انعام کے لیئے نہ گئے تھے بلکہ ہم نے ایک معقول رقم اس مقصد کے لیئے صرف کی کیونکہ غرض صرف یہ تھی کہ احقاق حق ہو اور تبلیغ ہو جن لوگوں کو شکست اور فتح سے غرض ہے اور بٹیر بازوں اور قمار بازوں کی طرح مذہبی معاملات کو طے کرنا چاہتے ہیں انہیں انکے خیالات مبارک ہوں وہ اپنی فتح کا پھریرا اڑاتے پھریں۔ ہم اتنا ہی غنیمت سمجھتے ہیں کہ اس پہلو سے رامپور پر حجت پوری ہو گئی۔

اس تنقیدی مضمون میں امرتسری منکر کہتا ہے کہ شرائط گویا منظور نہ ہوئے تھے تو پھر دربار رامپور میں جو مباحثہ ہو رہا تھا۔ آپ ہی کے بیان کے موافق بدون تصفیہ شرائط تھا۔ ہم نے اسکو خلاف ورزی شرائط کے نیچے ہی لا کر بند کیا تھا۔ مگر اب امرتسری منکر نے اور بھی وضاحت کر دی کہ وہ شروع ہی خلاف شرائط ہوا یا کم از کم بدون شرائط ہوا۔ اب دانشمند خیال کریں کہ جہاں شرائط ہی کا تصفیہ نہیں تو بدون تصفیہ شرائط مباحثہ کا جاری رکھنا کہاں تک قرین مصلحت ہے۔

امرتسری منکر نے اپنے اس بیان میں نواب صاحب پر بھی حملہ کیا کیونکہ انہوں نے فرمایا تھا کہ شرائط کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اگر شرائط

کا فیصلہ ہو چکا ہوتا تو امرتسری منکر کیوں پہلے شرائط ہی کی بحث شروع کرتا۔

پھر امرتسری منکر کہتا ہے کہ

اگر جناب والا بعد اس کے شرائط منظور فرماتی ہوتیں تو کسکو یارہ تہا کہ شرائط کی ترمیم کی درخواست کرتا بلکہ وہ درخواست تعین شرائط کی تہی نہ ترمیم کی پس یہ ہی ٹیڑہی جوتی میں ٹیڑہا پاؤں گہسا کرنا ہے تیسیدہا نہیں

اسکا جواب بہتر ہوگا ناظرین خود دیں تاکہ امرتسری منکر کی تسلی ہوجاوے لیکن وہاں بھی شاید جواب دینے میں دیر ہو اسلئے میں اس تحریر کا ایک ہی فقرہ لکہ دیتا ہوں جو امرتسری منکر کے خیال میں تعین شرائط کی تحریر ہے اس سے فضیلت مآب کے اس الزام کی بہی حقیقت کہلجائیگی۔ کہ تعین اور ترمیم میں ہم تمیز نہیں کرسکتے۔

چنانچہ مناظر اہل سنت والجماعت لکہتے ہیں "شرائط مجوزہ جناب مولوی محمد احسن صاحب بعد تحریر ترمیم منظوری سندرجہ ذیل حسب شرائط میں منظور ہیں" ترمیم اور منظور کے الفاظ میں نے خصوصیت سے جلی کردئے ہیں اب ناظرین انصاف کریں اور امرتسری منکر کی حق پردہی کی داد دیں کہ کس صفائی اور خوبی سے وہ اس درخواست کی تعین شرائط کی درخواست بتاتا ہے اب کوئی اس بہلے مانس سے پوچھے کہ کیوں حضرت ترمیم اور تعیین میں تمیز ہم نہیں کرسکتے یا خود فضیلت مآب لوگونکو مغالطہ میں رکہنا چاہتے ہیں یا سمجہتے ہی نہیں اب میں امرتسری منکر کی ٹیڑہی جوتی اسکے ٹیڑہے منہ پر جڑتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کیوں صاحب سچ ہے نہ کہ ٹیڑہی جوتی میں ٹیڑہا پاؤں گہسا کرتا ہے سیدہا نہیں کیا اس قسم کی چالبازیوں سے تم کامیاب ہو سکتے ہو کبہی نہیں؟

پھر امرتسری منکر کہتا ہے کہ "مناظر کی بعد پہلے مقرر ہو چکا تہا" اسکے لئے میں کسی لمبی بحث کی حاجت نہیں سمجہتا مولوی فاضل ثناء اللہ اتنا بتادیں کہ وہ درخواست جو ٹیڑہی جوتی میں ٹیڑہے پاؤں کی مصداق آپ نے [illegible] کیا اسپر آپ کے دستخط میں یا فقط مناظر اہل سنت والجماعت لکہا ہوا ہے اگر مناظر کی حیثیت مقرر ہو چکی تہی تو اس درخواست پر نام نہ دینے کی [illegible]

اسکے علاوہ مولوی فاضل کے چہرہ بیحیائی پر سے نقاب اٹھادینے کیلئے یہاں اس جواب کا آخری فقرہ درج کرنا ضروری ہے جو اسکی اس مذکورہ بالا درخواست ترمیم کا دیا گیا تہا۔

"بہرحال شرائط حضور کے استمزاج سے طے ہو چکی ہیں اب وقت کو ضایع نہیں کرنے دینا چاہئے فریق ثانی اپنا مناظر مخصص کرے جو مسایل مقررہ پر بحث کریگا"

اگر مناظر مقرر ہو چکا تہا تو پہر ہمیں آپکی ترمیم شرائط کی درخواست کے جواب میں اس فقرہ کے لکہنے کی کیا ضرورت تہی۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ۱۴۔ جون تک کوئی مناظر مخصوص نہیں ہوا بلکہ عام طور پر مشہور یہ تہا۔ کہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی ہونگے۔

اسقدر غلط بیانی سے کام لینا مولوی فاضل کو مبارک ہو اور یہ انکی فتح کا نشان۔

اسطرح یہ امرتسری منکر نے واقعات کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اور لوگونکو اندھیرے میں رکہنا چاہتا ہے مگر وہ یاد رکہے کہ ان چالاکیوں سے وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور دیکہنے والے بہی نہیں ہیں اس تنقید پر ریمارک کرونگا۔ ایڈیٹر الحکم کے متعلق جس واقعہ کا اظہار مولوی ثناء اللہ نے کیا ہے۔ میں نہیں چاہتا تہا کہ وہ پبلک میں آئے محض اسوجہ سے کہ اسکا تعلق ہز ہائینس نواب صاحب رامپور سے تہا اور اس واقعہ کی پوری کیفیت جہاں ایڈیٹر الحکم کی جرأت اور دلیری کو ظاہر کریگی وہاں ناقابل واقعہ کا پہلو غالباً تاریک ہوگا اسلئے میں نے ہرگز یہ پسند نہیں کیا تہا کہ اسکے متعلق کچہ لکہوں اب جبکہ ثناء اللہ نے اپنے اخبار میں اس واقعہ کو غلط رنگ سے پیش کیا ہے میرا فرض ہے کہ میں اس پردہ کو بہی اٹھادوں مگر اسکے لئے بہی میں مناسب نہیں سمجہتا کہ اس سے پہلے کہ یہ واقعات پبلک میں آئیں اپنی متانت سے دوسرے رنگ میں نوٹس لوں جو عنقریب انشاءاللہ پبلک کو معلوم ہوجائیگا بہرحال جیسا کہ میں نے ظاہر کیا ہے اس تنقید میں امرتسری منکر کو پتہ لگجائیگا۔ کہ اسکے مغالطوں پہ اب پردہ نہیں پڑسکتا امید ابود نہ بدانند۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی صحت الحمدللہ قوم کے لئے باعث مسرت اور اللہ تعالیٰ کے حضور شکریہ کے قابل ہے۔ آپ قوم میں **وحدۃ** اور **اخوۃ** پیدا کرنیکے لئے ازحد فکرمند اور ساعی ہیں۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب و صاحبزادہ بشیر احمد و میر محمد اسحاق صاحب کشمیر تشریف لیگئے ہیں مولوی سید سرور شاہ صاحب بہی ہمراہ ہیں۔

۳۔ ۱۵۔ جولائی ۱۹۰۹ء سے ڈیڑہ ماہ کے لئے مدرسہ بند ہوگیا ہے اور مدرستہ النساء بہی تین ہفتہ کے لئے بند ہوا ہے۔

۴۔ طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام مدرسہ کے لئے چندہ وصول کرنے کے کام پر جائیں گے اسکا اعلان بعد میں ہوگا امید ہے جماعتیں ان کی حوصلہ افزائی کریں گی اور مدرسہ کے فنڈ جو بہت کمزور ہیں ان کی طرف توجہ کرینگی۔